(بقیہ اشارات) کم تکلیف دہ نہیں ہوتی۔

خالقِ کائنات کے نوعِ بشری پر لاتعداد احسانات میں یہ بھی ایک بڑا احسان ہے کہ اس نے انسانوں کے جسمانی تحفظ کے ساتھ ساتھ اُن کے اخلاقی تحفظ کا بھی خاطر خواہ انتظام کیا ہے اور اس کی پہلی صورت یہ ہے کہ جسمانی بیماری کے احساس کی طرح اخلاقی عوارض کا احساس بھی انسانوں میں کسی نہ کسی شکل میں ہمیشہ موجود رہتا ہے خواہ اسے مٹانے کے لیے کتنی ہی تدبیریں کی جائیں۔ مثال کے طور پر دیکھیے کہ آزاد شہوت رانی کے حق میں بعض لوگوں نے کس قدر زوردار پراپیگنڈہ کیا ہے اور کن کن دلائل کے ساتھ اسے انسان کی ایک فطری ضرورت قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ پھر عملی میدان میں اس گھناؤنے جرم کی پوری طرح حوصلہ افزائی ہوئی ہے اور ایسے حالات پیدا کیے گئے ہیں جن میں اسے قانونی تحفّظ حاصل ہوگیا ہے لیکن ان ساری کاوشوں اور حیلہ سازیوں کے باوجود اسے ہر انسان گناہ ہی سمجھتا ہے خواہ اس کا مرتکب اسے ایک ناگزیر بُرائی یا ناگزیر ضرورت کا نام دے کر اپنے دل کو مطمئن کرنے کی کوشش کرے۔ جس طرح کسی بستی کے سارے افراد اگر وبائی مرض کی لپیٹ میں آجائیں تو اُن کے اندر یہ احساس پیدا نہیں ہوسکتا کہ وہ تندرست ہیں بالکل اسی طرح اگر پورا معاشرہ اخلاقی انحطاط کا شکار ہوجائے تو اس کے افراد اس ابلہ فریبی میں مبتلا نہیں ہوسکتے کہ وہ اخلاقی اعتبار سے ترقی کی راہ پر گامزن ہیں۔ ان کے اندر اپنی اخلاقی گراوٹ کا چبھتا ہوا احساس ہمیشہ موجود رہتا ہے جو انہیں کسی کل چین نہیں لینے دیتا۔

پھر اسی احساسِ زیاں کو زندہ رکھنے کے لیے قدرت نے دوسرا انتظام یہ کیا ہے کہ کوئی قوم جب بُرائی کے راستہ پر چند قدم آگے بڑھتی ہے تو اس کے بھیانک نتائج کھل کر اُس کے سامنے آنے لگتے ہیں جو اس بات کی دہائی دیتے ہیں کہ جس راستہ پر وہ گامزن ہے وہ فوز و فلاح کا راستہ نہیں بلکہ تباہی اور بربادی کا راستہ ہے اور یہ اس کی علامتیں اور نشانات ہیں جنہیں دیکھ کر اسے عبرت پکڑنی چاہیے ورنہ وہ ایسے خوفناک انجام سے دوچار ہوگی کہ دوسری قوموں کے لیے باعثِ عبرت بنے گی۔ اللہ کا یہ قانون ہے کہ جب بھی کائنات کے کسی حصّے میں توازن بگڑنے لگتا ہے تو وہ خود ہی اس کی درستی کا انتظام فرما دیتا ہے۔ حیاتِ انسانی میں بھی اس کا یہی اُصول کارفرما ہے لیکن یہاں وہ اس بگاڑ کے خوفناک نتائج کو سامنے لاکر